# جامعۂ زیتونہ کی حالیہ اصلاحات

ریورنڈ ڈیوڈ بریوسٹر ☆ ترجمہ۔ شاہ محی الحق فاروقی

جامعہ زیتونہ صرف تیونس ہی نہیں بلکہ عالم اسلام کی ایک مشہور علمی درس گاہ ہے۔ خاندانِ بنو حفص کے فرمانروا مستنصر کی بیوہ نے ۱۲۸۳ء میں اس کو قائم کیا۔ جامعۂ زیتونہ کی اکثر عمارتیں تیرھویں سے پندرھویں صدی عیسوی کی تعمیر ہیں۔

جدید تعلیمی اصلاحات زیتونہ پر بھی اثر انداز ہوئی ہیں۔ کیونکہ ان اصلاحات کا سرچشمہ کسی ایک درس گاہ کے داخلی حالات نہیں بلکہ دورِ جدید کے تقاضوں کے پیش نظر تمام مسلم ممالک میں تعلیمی نظام کو از سر نو مرتب کیا جارہا ہے۔ اور دینی اور دنیاوی تعلیم کے نام سے علم جن دو شعبوں میں تقسیم ہو گیا تھا، ان میں فکری اور عملی ہم آہنگی پیدا کرنے اور ان دونوں شعبوں کے درمیان غیر ضروری اور ناپسندیدہ خلیج کو پُر کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

گزشتہ ایک صدی میں زیتونہ میں جو اصلاحات یا تبدیلیاں عمل میں آئی ہیں، ان کا ایک اجمالی تذکرہ پیش نظر مضمون میں کیا گیا ہے۔ اس کے مصنف ڈیوڈ بریوسٹر ایک پادری ہیں۔ انھوں نے ۶۳-۱۹۶۲ء میں تیونس میں رہ کر عربی کی تعلیم حاصل کی۔ تیونس کے مدت قیام میں وہ زیتونہ بھی گئے اور شیخ زیتونہ نے انہیں شرف باریابی عطا کیا۔ ان دنوں (اپریل ۱۹۶۸ء میں) وہ آکسفورڈ میں قرون وسطیٰ کے عرب فلسفہ کا مطالعہ کر رہے ہیں۔

یہ مضمون اپریل ۱۹۶۸ء کے "مسلم ورلڈ" میں شائع ہوا تھا ——— مترجم

کسی اعلیٰ تعلیمی ادارہ میں۔ خواہ وہ ادارہ آکسفورڈ میں ہو یا تیونس میں۔ وقتاً فوقتاً جو اصلاحات ہوتی ہیں، ان کا مطالعہ ہر صاحب علم کی دلچسپی کا باعث ہوتا ہے۔ اس مختصر سے مضمون کا مقصد بھی یہی ہے

۱۸۷۵ء سے اب تک زیتونہ کے نصاب میں جو اصلاحات ہوئی ہیں، ان کے رجحانات کا مطالعہ کیا جائے۔ ۱۸۷۵ء کی خصوصیت یہ ہے کہ اس سال تیونس کے وزیر خیر الدین نے تعلیمی میدان میں دو بڑے اہم کام کئے۔ اول ایک نئے اسکول یعنی صادقیہ کی بنیاد رکھی اور دوسرے زیتونہ میں اصلاحات نافذ کیں! اپنے ان کاموں کے متعلق انھوں نے خود لکھا ہے :-

"میں نے ابتدائی مدارس کی تعداد نہ صرف برقرار رکھی بلکہ ان میں اضافہ کیا اور میں نے انہیں منظوری بھی دی۔ کلیہ صادقیہ کو یورپ کی تعلیم گاہوں کے نمونہ پر قائم کیا گیا! اس ادارہ میں حکومت کے خرچ پر ڈیڑھ سو طلباء کو عربی اور اسلامی علوم کے علاوہ مختلف علوم جدیدہ اور ترکی، فرانسیسی اور اطالوی زبانوں کی بھی معقول تعلیم دی جانے لگی" "جامعہ زیتونہ" کے نصاب کی تعیین بڑے غور و فکر سے کی گئی۔"

خیر الدین نے یہ بھی لکھا ہے کہ انھوں نے عوام کے فائدہ کے لئے بڑی اہم کتابیں فراہم کیں جن میں خود انھوں نے گیارہ سو جلدوں کا اضافہ کیا اور بعد میں ایک قانون کے ذریعہ انہیں یورپ کے کتب خانوں کے نظام کے مطابق ترتیب دلوائی۔

خیر الدین کے ان کاموں سے پیدا ہونے والے دو نکتے ایسے ہیں، جن پر مزید تبصرہ کی ضرورت ہے۔ پہلا نکتہ یہ ہے کہ آگے چل کر مستقبل کے بہت سے رہنماؤں کی تربیت گاہ "کلیہ صادقیہ" کے قیام کا مطلب یہ ہوا کہ ایک دہرا انظام تعلیم یعنی "قدیم" کے ساتھ ساتھ "جدید" رائج کر دیا گیا۔ اگرچہ بعد میں اس تصوّر پر لوگوں نے بڑے شدید اعتراضات کئے۔ دوسرا نکتہ یہ ہے کہ زیتونہ کے دائرہ کار سے متعلق قوانین وضوابط کے اجراء نے ایک ایسے طرز تعلیم میں کسی حد تک نظم وضبط پیدا کرنے کی داغ بیل ڈال دی، جو پہلے مختلف عمر اور مختلف صلاحیتوں کے طلباء کے معاملہ میں بڑی آزادہ روی کا حامل تھا۔ ۱۸۴۲ء اور ۱۸۷۰ء کے فرامین کے ذریعہ مدرسین کے مشاہرے مقرر کر دیئے گئے تھے اور یہ بھی طے کر دیا گیا تھا کہ زیتونہ پر صرف حنفی اور مالکی شیوخ ہی کو اختیار حاصل ہوگا۔ ۲۶ دسمبر ۱۸۷۵ء کا نیا فرمان پانچ ابواب میں اڑسٹھ دفعات پر مشتمل تھا۔ پہلے باب میں اعلیٰ، ثانوی اور ابتدائی تینوں ہی مدارج کے نصابی مضامین کی فہرست اور کتابوں کی تفصیل درج تھی۔ یہ ایک دلچسپ امر ہے کہ جب کہ "مقدمہ ابن خلدون" زیتونہ کے نصاب میں شامل تھا اسے جامعہ الازہر میں کافی دنوں بعد تک نصاب میں شامل کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ تیونس کے رویہ میں شائد ابن خلدون کے سائنسی طرز استدلال

ی قدر شناسی کے ساتھ ساتھ اپنے ایک فرزند وطن پر فخر و مباہات کا ایک معقول عنصر بھی پنہاں تھا. اعلیٰ اور ثانوی مدارج میں ریاضی، ہیئت اور اقلیدس کے ابتدائی اصول شامل نصاب کئے گئے. اقلیدس میں نصیر الدین الطوسی کی کتاب "المتوسطات لاقلیدس" نصاب میں شامل ہوئی. طوسی نے، جن کا انتقال خیر الدین کی اصلاحات زیتونہ سے ٹھیک چھ سو سال پہلے ۱۲۷۴ء میں بغداد میں ہوا تھا، اقلیدس اور ارشمیدس کے ان تراجم کی تدوین اور ان پر اضافے کئے تھے، جو اسحٰق بن حنین اور کچھ دوسرے لوگ پہلے کر چکے تھے. یہ بھی طے کیا گیا کہ زیتونہ میں عربی کے علاوہ کوئی اور زبان شامل نصاب نہیں ہوگی. تصوف کی تعلیم کے لئے امام غزالی کی "احیاء علوم الدین" کو بنیاد بنایا گیا. ۱۸۷۶ء اور ۱۹۰۸ء کے درمیان کچھ اور فرامین جاری ہوئے لیکن ان کا تعلق زیادہ تر جامعہ کے انتظامی معاملات سے تھا.

اس اثنا میں تیونس پر فرانسیسی انتداب و تسلط کے دَور کی ابتدا ہو چکی تھی اور غیر ملکی اثرات میں تیزی کے ساتھ اضافہ ہو گیا تھا. ۸۵-۱۸۸۴ء میں محمد عبدہٗ زیتونہ آئے اور انھوں نے کچھ دنوں یہاں قیام کیا. نکولا زیادہ کے خیال کے مطابق اگست ۱۸۸۸ء میں اسلام کے دائرہ کے اندر رہتے ہوئے اصلاحات کرنے والے مصلحین کی ایک جماعت کے قیام اور محمد عبدہٗ کے ورودِ زیتونہ میں یک گونہ تعلق تھا. محمد عبدہٗ کا قائم کردہ رسالہ المنار جلد ہی تیونس میں مقبول ہو گیا. زیتونہ کے نظم و نسق اور نصاب میں اصلاح کی جو لگن اس کے اراکین میں پہلے سے موجود تھی، اس میں المنار نے ایک نئی روح پھونک دی. محمد عبدہٗ نے الازہر میں ضرورتِ اصلاح کی جو صدا بلند کی تھی، یہ اسی کی گونج تھی. جو چیز الازہر کے لئے اچھی ہو سکتی تھی، وہ زیتونہ کے لئے یقیناً اچھی ہوتی.

اس صدی کے پہلے عشرہ میں ایک نجی مدرسہ میں عربی زبان میں جدید مضامین کی تدریس کے دلچسپ تجربات ہوئے. یہ بات واضح ہے کہ کچھ مصلحین اعلیٰ تعلیم کے لئے فرانسیسی زبان کو ذریعہ بنانے کے حق میں تھے جب کہ دوسرے لوگوں کی جو اپنی عرب میراث کو کھونا نہیں چاہتے تھے، یہ خواہش تھی کہ ان مضامین کی تدریس کے لئے عربی ہی ذریعہ تعلیم ہو. یہ ایک ایسی بحث ہے جو اب تک چل رہی ہے. ۱۹۰۹ء میں الازہر کے طلبا نے اصلاحات کی خاطر ہڑتال کر دی. اس ہڑتال کے صرف چار ماہ بعد زیتونہ کے طلباء کے ایک گروہ نے ایک جلسۂ عام منعقد کیا، جس میں انھوں نے اپنی حکومت پر زیتونہ میں اصلاحات نافذ کرنے کے لئے دباؤ ڈالا. چنانچہ ایک کمیشن اسی زمانہ میں مقرر کر دیا گیا لیکن اگلی اصلاحات کچھ دنوں بعد یعنی ۱۶ ستمبر ۱۹۱۲ء کے فرمان کے ذریعہ عمل میں آئیں جو پانچ ابواب میں اکیاسی دفعات پر مشتمل تھا. پہلے باب کا تعلق ان مضامین سے تھا، جو نصاب میں پہلے ہی شامل تھے. روایتی مضامین کے علاوہ تاریخ، جغرافیہ، ریاضی، الجبرا، اقلیدس اور ہیئت کے مضامین بھی لازمی

رار دیئے گئے۔ ہر درجہ کے لئے کتابوں کا تعین بھی دوبارہ کیا گیا لیکن یہ کتابیں ان کتابوں سے بہت زیادہ مختلف نہ تھیں جو ۱۸۷۵ء میں طلباء کے دباؤ کے نتیجہ میں شامل نصاب ہوئی تھیں۔

اس فرمان پر سیدی محمد صلاح المہدی کی قیادت میں طلباء کی تنقیدات شائع ہوئیں۔ اس احساس کی بنا پر کہ موجودہ کونسل کے اختیارات کو مکمل طور پر واضح نہیں کیا گیا ہے، ان طلباء نے زیتونہ کے انتظام کے لئے ایک نئی اور خود مختار کونسل کے قیام کا مطالبہ کیا۔ داخلہ کے لئے کم سے کم صلاحیت تجویز کی گئی جس میں ایک یہ بھی تھی کہ قرآن پاک کے کم از کم ڈھائی پارے حفظ ہوں۔ ان طلباء نے مدرسین کے ناصحانہ طریقۂ تعلیم پر بھی سخت تنقید کی اور تعلیم کے جدید طریقوں کو اختیار کرنے کے علاوہ تاریخ قانون، تاریخ مذاہب، عمرانیات، تاریخ عرب بالخصوص تاریخ تیونس، فلسفۂ تاریخ، مسلم فلسفہ، طبیعیات، کیمیا، علم صحت اور وسیع تر ریاضی کو اس طرح شامل نصاب کرنے پر زور دیا کہ جدید مضامین کی تعلیم زیتونہ کے ماہرین کے ذریعہ دی جائے۔ اس کے علاوہ ایک غیر ملکی زبان کو بھی شامل نصاب کرنے کی تجویز پیش کی گئی۔ طلباء کی خواہش یہ بھی تھی کہ تعلیم ختم وقت وہ کسی ایک شعبہ میں تخصص حاصل کریں۔ امتحانات اور اسناد کی کوئی صحیح شکل مقرر کرنے اور ان اسناد کی بنیاد پر ملازمت کا تحفظ مہیا کرنے پر زور دیا گیا۔ سیدی مصطفےٰ دلغزلی کی صدارت میں ۱۹۲۴ء اور ۱۹۲۵ء میں ایک کمیشن نے ان مجوزہ اصلاحات پر غور کیا لیکن مختلف وجوہ کی بنا پر اس کمیشن کی تحقیقات شائع نہ ہوئیں۔

موجودہ صدی کے چوتھے عشرہ کے ابتدائی سال زیتونہ کے فارغ التحصیل طلباء کے لئے بڑی بے چینی اور پریشانی کے دن تھے۔ کیونکہ پھیلتے ہوئے فرانسیسی نظام قانون کے اندر ملازمت کے لئے زیتونہ کے شعبہ قانون کی تعلیم کو تسلیم کرنا بند کر دیا گیا۔ انہیں دنوں بہت سے مسلم والدین نے اپنے بچوں کو فرانسیسی ابتدائی مدارس میں بھیجنا شروع کر دیا۔ دسمبر ۱۹۲۸ء میں ان طلباء کی تعداد (۲۵۸۷۶) اور طالبات کی تعداد (۲۹۳۰) تھی۔ یہ تعداد قدیم مکتبوں کے طلباء کی تعداد کے تقریباً مساوی تھی۔ فرانسیسی درس گاہوں کے گریجواٹیوں کی روز افزوں تعداد سے مقابلہ کیا جائے تو زیتونہ کی ترقی بہت معمولی تھی۔ تیونس کے فرانسیسی اسکول ام البلاد فرانس کے نظام تعلیم سے اس طرح مربوط تھے کہ فرانس کی وزارت تعلیم ان اسکولوں میں اساتذہ اور تعلیم کے لئے سامان فراہم کرتی تھی۔ اور امتحانات کا بندوبست کرتی تھی۔ جین پانسنٹ نے تیونس کے لئے فرانس کی تعلیمی پالیسی کی وضاحت ان الفاظ میں کی ہے:۔

" اسکولوں کی تعمیر اور تعداد طلباء میں ترقی پر دو میلانات کا خاصا اثر معلوم ہوتا ہے۔

یعنی ایک فرانسیسی بچوں کو زیادہ سے زیادہ تعلیم کا موقع فراہم کرنے کے لئے اربابِ اقتدار کی سعی۔ اور دوسرے اسکول قائم کرنے کے لئے بلحاظ تقدم اہم تر آبادی کے مراکز منتخب کرنے کی ضرورت۔"

جیسا کہ تیونس کی فرانسیسی حکومت کی مطبوعات سے معلوم ہوتا ہے۔ فرانسیسی بولنے والے طلباء کے لئے سکولوں کا حلقہ تیزی کے ساتھ بڑھ گیا لیکن لیکن پال سیباگ کے خیال میں اس اضافہ نے محض دہرے نظام تعلیم کے ثقافتی جبر کو نمایاں کرنے کی خدمت انجام دی۔ یہ صحیح ہے کہ تیونس کی دو تحریکوں یعنی خلدونیہ اور جدید قرآنی مدارس کے قیام نے قرآن کی مضبوط بنیادوں پر نسبتاً زیادہ جدید تعلیم دینے کی کوشش کی لیکن ساری خوبیوں کے باوجود ان تحریکوں کو مشکل ہی سے قومی اہمیت کی تحریک کہا جا سکتا ہے۔

ان حالات میں دوسری جنگ عظیم کے بعد زیتونہ کے طلباء کی بے چینی اس حد تک پہنچ گئی کہ سائنس اور غیر ملکی زبان کی تعلیم کی ترقی کے مطالبہ کے سلسلہ میں اپریل ۱۹۵۰ء میں ہڑتال ہو گئی۔ یہ ہڑتال ایک سال تک جاری رہی اور اس سال جون یا اکتوبر میں کوئی امتحان نہیں ہوا۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ زیتونہ میں ثانوی درجوں میں عقلیات اور روشنی کے مبادیات کی تعلیم کے لئے ایک جدید شعبہ قائم کیا گیا۔ منظور شدہ اسناد حاصل کرنے کے لئے نمایاں طلباء زیتونہ سے باہر نجی اسکولوں یا تخصص کے اداروں مثلاً لائیسی کارنٹ میں جانے لگے۔

اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ یہ اصلاحات خاصی تاخیر سے عمل میں لائی گئیں۔ اور پھر یہ کہ زیتونہ کے جدید نصاب کی حیثیت محض یہ تھی کہ وہ ایسا علم سطحی فراہم کر دیتا تھا کہ معمولی ڈپلوما والے بھی اس کا مضحکہ اڑائیں۔ مزید برآں مذکورہ دو سرچشموں کے علاوہ نو فرانسیسی تونسی بکالوریا (بیچلرز ڈگری) کے گرد تعلیم کا ایک نیا لائحہ عمل تیار ہو رہا تھا جس میں خالص فرانسیسی نظام کے مقابلہ میں عربی تعلیم پر زیادہ زور دیا گیا تھا۔ بہرحال کوئی چالیس ہزار طلباء اس کے بعد بھی قدیم مکتبوں میں جاتے رہے جن کی اکثریت کو توقع تھی کہ وہ زیتونہ کے مختلف شعبوں کے چودہ ہزار طلباء میں شامل ہو کر اپنی تعلیم جاری رکھ سکیں گے۔

اندریں حالات آزادی کے وقت تیونس میں علم کے تین سرچشمے تھے۔ زیتونہ کا روایتی سرچشمہ۔ فرانسیسی اداروں کا جدید سرچشمہ اور مخلوط سرچشمہ جیسے صادقیہ۔ ۱۹۵۵ء تک زیتونہ میں سائنس کے امتحانات کا معیار اتنا بڑھ گیا تھا کہ اب اس میں حرارت اور توانائی کی مساوات، ایتھل الکحل کا عمل احتراق اور سوڈے پر سرکے کے تیزاب کے عمل وغیرہ پر سوالات پوچھے جانے لگے تھے۔ اگرچہ سوالوں کا جواب عربی میں دینا ہوتا تھا لیکن

لیمیاوی عناصر کی علامات کے لئے مغربی علامات کو اختیار کر لیا گیا تھا۔ جو طلباء ان امتحانات میں کامیاب ہوتے تھے، ان کی دشواری یہ تھی کہ انہیں مساوی معیار کی جدید تعلیم کے طلباء کے برابر نہیں سمجھا جاتا تھا اور وہ اعلیٰ تعلیم کے لئے نااہل گردانے جاتے تھے۔

اہل تیونس اس بات کو اچھی طرح سمجھ چکے تھے کہ تعلیم کے پورے نظام کی ایک عقلی تنظیم نو کی ضرورت ہے۔ آزادی حاصل کرتے ہی ۱۹۵۶ء میں زیتونہ کے ابتدائی اور ثانوی مدارس کو اس سے علیحدہ کر کے اسی سال اپریل کے ایک فرمان کے ذریعہ انہیں آزاد مدارس کا درجہ دے دیا گیا۔ تمام ثانوی مدارس میں ہیڈ ماسٹر مقرر کئے گئے اور ان مدارس کو مسجد کے انتظام سے نکال کر براہ راست وزارت تعلیم کے ماتحت کر دیا گیا۔ زیتونہ بھی ایک ریکٹر کے زیر انتظام مدنی نوعیت کا ایک عوامی ادارہ بن گیا۔ ریکٹر کو ایک فرمان کے ذریعہ نامزد کیا گیا اور وہ براہ راست وزارت تعلیم کے سامنے ذمہ دار قرار پایا۔ اس کیفیت کا نقشہ اعلیٰ جماعتوں کے ایک طالب علم نے اس طرح کھینچا ہے:۔

"ہم پندرہ ہزار طلباء تعطیلات گرما کے موقع پر رخصت ہوئے لیکن جب اکتوبر میں واپس آئے تو زیتونہ کے اصل طالب علم مشکل سے چند سو رہ گئے تھے۔"

زیتونہ کا درجہ گھٹا کر اسے دو شعبوں پر مشتمل اعلیٰ مذہبی تعلیم کا ایک کالج بنا دیا گیا۔ ان میں ایک شریعت کا شعبہ تھا اور دوسرا عربی زبان کا۔

۱۹۵۷ء میں دوسری اسناد کی جگہ ایک قومی سند (بکالوریا) کا اعلان کیا گیا اور ۱۹۵۸ء میں ایک کمیٹی یہ غور کرنے کے لئے قائم کی گئی کہ ملک کو کس قسم کی تعلیم درکار ہے! اس کمیٹی کے سامنے یہ دو مقصد تھے:۔

"(۱) منتشر ضابطہ قانون اور مختلف النوع نظام ہائے تعلیم کو ایک ایسے مربوط اور متحد نظام تعلیم سے بدلنا جو قومیت کے جذبہ سے سرشار ہو اور (۲) قومی تعلیم کو یہ موقع فراہم کرنا کہ وہ ایک مربوط ثقافتی نظام سے استفادہ کر کے اور قوم کی معاشی، معاشرتی، فنی اور ثقافتی ضروریات کے ارتقا کو اپنا کر اپنا فرض پورا کرے۔"

حکومت نے اپنے میزانیہ کا ۱۸ فیصد تعلیم کے لئے علیحدہ کر دیا۔ اس وقت ملک میں کوئی جدید جامعہ نہیں تھی بلکہ مختلف اداروں کا ایک مجموعہ موجود تھا۔ مثلاً اعلیٰ ادارہ تعلیم (جو جامعہ پیرس سے ملحق تھا)۔ اقتصادیات کا ادارہ۔ ادارہ صحافت کے علاوہ ادارہ قانون، ادارہ زراعت، قومی ادارہ نظم و نسق، ادارہ تجارت اور ادارہ فنون لطیفہ۔ ۱۹۵۹ء میں ملک کو خطاب کرتے ہوئے صدر بورقیبہ نے کہا:۔

بجائے کسی کو قید میں رکھنے اور اس سے پیدا ہونے والی خرابیوں کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ قدیم طرز کے مکتبوں کے خاتمہ اور اکتوبر ۱۹۶۶ء کے بعد ۶ سال اور اس سے زیادہ عمر کے طلباء کے لئے ہمہ گیر تعلیم کے مقصد سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ زیتونہ کا کردار اور اس کے طلباء پہلے سے مختلف ہوں گے۔

"ایک نیا تصورِ تعلیم" کی اشاعت ان نئے اقدار کی نشان دہی کرتی ہے، جو قوم کے لئے مطلوب ہیں اور جو مدنیت اور مذہب کی تعلیم کے ذریعہ قائم کی جارہی ہیں :۔

"تیونس ایک ایسا ملک ہے، جس کے روابط اسلامی روایت سے بہت گہرے ہیں۔ اصلاح کی بدولت یہ روایت نہ صرف قائم رہے گی بلکہ اس کی نشاۃ ثانیہ بھی ہوگی۔ ابتدائی جماعتوں ہی سے بچے کو ایک روحانی ماحول میں رکھا جائے گا جہاں وہ اس لائق ہو جائے گا کہ اپنے مذہبی اقدار و فرائض کو بخوبی سمجھ سکے۔ اسے اس مذہب کی مبادیات پڑھائی جائیں گی اور اسے یہ سکھایا جائے گا کہ وہ اس کی عزت کرے اور اس کے احکام پر عمل کرے۔"

اس سرکاری بیان میں آگے چل کر کہا گیا ہے کہ اگرچہ مذہبی تعلیم کے اوقات کم کر دیئے گئے ہیں لیکن تعلیمی مواد میں اضافہ کر دیا گیا ہے۔ اب طالب علم قرآن پاک کو صرف یاد نہیں کرے گا بلکہ تشریح و تفسیر اور پھر ان احکام کو روزمرہ زندگی پر نافذ کرنے کے متعلق بھی تعلیم دی جائے گی اور تعلیم کے جدید طریقے استعمال کئے جائیں گے۔ دینیات میں ماہرین کو تفصیلی ہدایات دی جائیں گی کہ کس طرح وہ اپنے شاگردوں کو تعلیم دیں کہ وہ قرآن کو پڑھیں اور اس کا احترام کریں۔ غیر ضروری مباحث اور قیاسات سے پرہیز کریں۔ اور ثانوی درجوں میں معاشرتی، نفسیاتی اور اخلاقی عوامل پر زور دیتے ہوئے مذہب کا باقاعدہ اور اصولی مطالعہ کریں۔

"خلاصہ یہ ہے کہ اسلامی افکار کے مطالعہ کے لئے جو طریقہ استعمال کیا جائے گا اس کی بنیاد ان اصولوں پر قائم ہوگی جو عمرانیاتی (عمرانیات مذہب) نقطۂ نظر سے مذہب کے مطالعہ کے لئے رائج ہیں۔"

دینیات کے لئے نئے اساتذہ تیار کرنے کے لئے ڈگری کا جو نصاب بنایا گیا، اس کی تفصیلات مارچ ۱۹۶۳ء میں شائع کی گئیں۔ زیتونہ میں دینیات اور مذہبی علوم کی چار سالہ تعلیم کے بعد طلباء کو ڈگری (لائسنس) دی جائے گی اور تین سال کا نصاب ڈپلوما کا ہوگا۔ ڈگری کے طلباء کو پہلے اور دوسرے سال میں قرآن و حدیث کی مبادیات کے علاوہ علومِ عامہ، فلسفہ، تاریخ، لسانیات، مناہج، کسی ایک غیر ملکی زبان اور عملی کام کی تعلیم دی جائے گی۔

تیسرے اور چوتھے سال میں نصاب کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے اور ان دونوں حصوں کی بنیاد وہی قرآن و حدیث ہے۔ ایک حصہ میں مذہبی افکار، فلسفہ، تاریخ مذاہب، فرقہ ہائے اسلامی، تصوف اور تاریخ کی اور دوسرے

"صرف و نحو، مذہبی قانون، قواعد اور اصنافِ شاعری کی جگہ لوگوں کو یہ سکھانا ضروری ہے کہ وہ ملک کے لئے کوئی مفید کام کریں۔ ہمیں یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ ہماری موجودہ زندگی صنعت اور تجارت کے متعلق علم اور اس میں تخصص حاصل کرنے کا تقاضا کرتی ہے۔ بہت سے ایسے ملک ہیں جو بچوں کو کم عمری ہی میں دستکاری سکھاتے ہیں لیکن اس کے برعکس ہمارے بچے اب تک ہنرمند دستکار ہونے اور ہاتھ سے کام کرنے کے فوائد کو نہیں جانتے۔"

تیونس کی نئی قومی جامعہ کی تاسیس کا اعلان ۱۹۶۰ء میں ہوا۔ اور معتمد تعلیمات نے اپنی پریس کانفرنس میں حسب ذیل بیان دیا:۔

" اس جامعہ پر مستند تجدد کی مُہر لگی ہوگی، جو اسے موجودہ جامعات کی سطح پر رکھے گی۔ یہ سائنسی تحقیقات کو بہت اہمیت دے گی اور غیر ممالک کی جامعات سے روابط قائم کرے گی۔ ایک خاص مدت تک فرانسیسی اور تونسی دونوں ہی نظامِ تعلیم کی بنیاد پر اسناد دی جائیں گی اور اس عارضی مدت کے بعد صرف تونسی نظام ہی کی بنیاد پر سند دی جائے گی۔ نئی جامعہ کا ڈھانچہ حسب ذیل ہوگا:۔

١۔ ریاضیات و طبیعات کا شعبہ۔ ٢۔ فنون کا شعبہ۔

٣۔ زیتونہ کا دینیات و علوم مذاہب کا شعبہ۔ ٤۔ قانون، سیاسیات اور معاشیات کا شعبہ۔

٥۔ ادویہ اور ادویہ سازی کا شعبہ۔ ٦۔ تربیتِ معلّمان کا اعلیٰ ادارہ۔

اور متعلقہ ادارے مثلاً سائنسی تحقیقات کا مرکز اور جامعی لائبریری۔

اس عرصہ میں زیتونہ میں اس کی روایتی تعلیم جاری رہی لیکن جیسا کہ ۵۹-۱۹۵۸ء کے نصاب سے معلوم ہوتا ہے، سیدی محمد صالح المہدی کے چند مشوروں کو بھی شامل نصاب کر لیا گیا۔ مثلاً پہلی ہی فصل میں تاریخ مذاہب و مذہبی قوانین، مملکت تیونس کا مطالعہ، فارسی اور یونانی کی مبادیات اور غیر ملکی زبان کی حیثیت سے فرانسیسی اور انگریزی میں انتخاب اور دوسری اور تیسری فصل میں فرانسیسی کی تدریس۔ آخری فرمان جس کے ذریعہ قومی زندگی میں زیتونہ کو زیادہ مثبت کام تفویض ہوا، اکتوبر ۱۹۶۱ء میں جاری کیا گیا۔ نئے لائحہ عمل سے یہ کوشش واضح ہوتی ہے کہ جدید طریقوں سے اسلام کا مطالعہ کیا جائے اور طالب علم کا تعلق ایک ایسے معاشرہ سے استوار کیا جائے جس کے لئے انتہائی جدید ضابطۂ دیوانی رائج کیا گیا ہے۔ جس کی عدلیہ میں اصلاحات نافذ کی گئی ہیں اور جہاں بغیر

حصہ میں تاریخ عمرانیات اور مختلف مدرسہ ہائے فکر کی تاریخ کے علاوہ مسلم قانون اور اس کی تاریخ کی خصوصی تعلیم دی جائے گی۔ دونوں ہی حصوں میں ہر ہفتہ دو گھنٹے غیر ملکی زبان کی تعلیم اور چار گھنٹے عملی کام کے لئے مخصوص کر دیئے گئے ہیں۔

یہ بات توجہ کے لائق ہے کہ یہ نصاب زیتونہ کے گزشتہ تمام نصابوں سے زیادہ ہمعصر افکار سے ہم آہنگ ہے۔ اس نصاب میں اس امر کا احساس بھی منعکس ہے کہ محض چند گھنٹوں کی سائنسی تعلیم سے شعبہ دینیات کو طرز جدید پر تو نہیں ڈھالا جا سکتا لیکن دینیات جو سوالات اٹھاتی ہے، ان کے تشفی بخش جواب کے لئے ایک نیا طریق کار اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔ ایمان اور عقل میں ربط۔ حدیث کے مطالعہ کے لئے قدیم کے ساتھ ساتھ جدید طریقے۔ دینیات کے موجودہ مسائل۔ الوہیت اور وحی (بلحاظ مذہب اور بلحاظ فلسفہ) کا تصور، مصری، یونانی اور رومی علم الاصنام کا مطالعہ۔ برہمنیت، بدھ مت اور کنفوشی مذہب اور پھر توریت، انجیل، یہودیت اور عیسائیت کا مطالعہ۔ یہ سب دنیا کے مختلف فکری دھاروں سے ایک نئی آگاہی اور اس فکر کو اسلام سے ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی نشان دہی کرتے ہیں۔ یہ نصاب جامعہ کے اندر دوسرے علوم مثلاً فلسفہ اور عمرانیات سے ربط اور ایمانیات پر نئے سرے سے غور و فکر کی نشان دہی کرتے ہیں جیسا کہ حال ہی میں ایک مصنف (محمد طلبی) نے لکھا ہے:۔

> "اسلام میں اعلیٰ قسم کے مفکرین کی تعداد بہت کم ہے جو مذہبی افکار میں
> اصلاح و تجدید کے مسئلہ سے بخوبی عہدہ برآ ہو سکیں۔ دورِ جدید میں
> اسلام میں وہ مدلل فکری مواد موجود نہیں ہے جو ایک طرف جدید
> ثقافت سے ہم آہنگ ہو اور دوسری طرف فکر کے ان طریقوں کو اپناتا ہو جو
> بڑی تیزی سے ہماری تحقیق اور تنقید کی نشو و نما کر رہے ہیں۔"

اب یہ زیتونہ کا کام ہے کہ وہ اس قسم کے مفکرین پیدا کرے اور ساتھ ہی ساتھ قرآن و سنت کی بنیادی تعلیم اور قدیم شہر تیونس کے قلب میں ایک پرانے اور ممتاز ادارہ کے اندر اپنے طبعی وجود کے ذریعہ اسلامی عقیدہ سے تیونس کے رشتوں کو مضبوطی سے استوار کرے۔